سیّد شریف جرجانی اور علاّمہ تفتازانی

مولانا لطافت الرحمٰن۔ جامعہ اسلامیہ
بہاولپور

پیش لفظ | یوں تو میں نے الحق کے لیئے ذیل کا مضمون فوائد بہیہ سے ترجمہ کر کے ضروری تغیر و تبدل اور اختصار و تطویل کے ساتھ علامہ سید شریف کے مختصر حالات قلمبند کرنے کی خاطر لکھنا چاہا تھا۔ مگر ایک تو اس وجہ سے کہ عنوانِ بالا کے دونوں جلیل القدر علمی ہستیوں کے درمیان معاصرت بالفاظ دیگر منافرت ہے۔ اور اوّل الذکر کے حالات میں آخر الذکر کا ذکر آ ہی گیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ دونوں علاّمے علمائے دیوبند کی سند علوم میں داخل ہیں۔ اور شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی سند اساتذہ میں موجود ہیں۔ (القول الجمیل) جس کے تحت مناسب تو یہ تھا کہ میں ہر ایک پر الگ الگ مضمون لکھ دیتا۔ لیکن ایک دونوں کے اختلاطِ احوال اور کچھ میری سستی اور تساہل نے دونوں کو ایک مضمون میں جمع کر دیا۔

سید شریف | آپ کا نام علی بن محمد لقب سید شریف اور سید السند ہے۔ ۲۲ شعبان سن ۷۴۰ھ کو جرجان (استرآباد) طاغو نام بستی میں پیدا ہوئے۔ اور بنا بقول سخاوی ۶ ربیع الآخر ۸۱۶ھ کو شیراز میں ۷۶ سال کی عمر میں وفات پائی۔

نہایت بلند پایہ فصیح العبارۃ اور دقیق الاشارت علامہ روزگار اور تمام علوم و فنون کے بحر زخار تھے۔ تصنیف و تالیف کے علاوہ بحث و مناظرہ میں بھی بے مثال تھے۔ کسب علوم کا آغاز علوم عربیہ سے کیا اور بچپن ہی میں وافیہ شرح کافیہ اور اس کے بعد نحو میر لکھی۔ پھر آگے چل کر علوم عقلیہ نقلیہ سب کے امام بنے۔ کفوی نے کہا ہے کہ سیّد نے دورانِ تحصیل شرح مطالعہ سولہ بار پڑھی، لیکن اس خیال سے کہ مصنف سے بھی پڑھی جائے، علامہ قطب الدین کے پاس ہرات گئے

علامہ کی عمر اس وقت ۱۲۰ سال ہو گئی تھی۔ نہایت ضعیف تھے۔ آنکھوں پر سے لٹکے ہوئے ابرؤوں کو اٹھا کر دیکھا تو نوجوان طالب علم (سید شریف) کا حلیہ اور قیافہ اس عظیم شخصیت کا پتہ دے رہے تھے جو اس میں ابھرنے والی تھی گویا ؎

بالای سرش ز ہوش مندی می تافت ستارۂ بلندی

اس وجہ سے انہوں نے اپنے شاگرد مبارک شاہ منطقی کے نام خط لکھ کر سید کو اس کے پاس مصر بھیجا جو وہاں مدرس تھا۔ اور علامہ قطب الدین کا شاگرد خاص اور غلام تھا۔ اس کی تربیت اور تعلیم کا انتظام علامہ نے کیا تھا۔ اور اپنے سارے علوم اس کو پڑھا چکے تھے۔ سید شریف نے جب استاد "قطب الدین" کا خط شاگرد "مبارک شاہ" کو دیا تو اس نے خط چوم لیا اور سید سے کہا کہ تمہارے لئے الگ وقت اور مستقل سبق کی تو گنجائش نہیں ہے۔ البتہ اس کو شرح مطالعہ کے اس نجالو خصوصی درس میں شرکت کا اذن دیا۔ جو مصر کے بڑے لوگوں کے بیٹوں کو وہ خاص طور پر دیا کرتا تھا۔ سید اس پر رضامند ہوا اور خاموشی سے شرح مطالعہ کا وہ درس سن کر اسی پر اکتفاء کرتا رہا۔ مبارک شاہ صاحب کا گھر مدرسہ کے متصل تھا۔ ایک بار رات کے وقت وہ مدرسہ میں آیا تو سید شریف اپنا درس اور سبق یوں دہرا رہا تھا۔ کہ قال الشارح کذا وقال الاستاذ کذا اوانا اقول کذا۔ اور اس گردان و بیان میں وہ نہایت دقیق و باریک نکات و مسائل بیان کرتا رہا۔ مبارک شاہ صاحب شاگرد کی اس عظیم قابلیت سے وجد میں آیا بہت ہی خوش ہوا اور پھر سید کو مستقل پڑھنے، سوال کرنے وغیرہ ہر طرح کی مراعات دیدی گئی۔ اس دوران میں سید نے شرح مطالعہ پر حاشیہ کا مسودہ تیار کر لیا۔ اور شرح مطالعہ کے علاوہ مبارک شاہ سے اپنے استاذ قاضی عضد الدین کی کتاب "مواقف" بھی پڑھ لی جس پر بعد میں شرح مواقف لکھ چکے ——

سید نے طالب علمی کے دوران سید جمال الدین ابن محمد اقسرائی شارح موجز (طب) کی شہرت سننے پر اس کی کتاب شرح الایضاح دیکھ کر اس کو ناپسند کیا اور جب طلبہ نے کہا کہ کتاب کو تو آپ نے ناپسند کیا مگر ان کا درس سنیں گے تو پسند آئے گا۔ وہ درس سننے کی غرض سے چل پڑے لیکن ملاقات سے قبل وہ وفات پا گئے تھے۔ اس کے بعد شمس الدین محمد فناری ساتھ ہوا۔ اور وہ دونوں مصر گئے۔ وہاں اکمل الدین بابرتی صاحب العنایہ حاشیہ الہدایہ سے علوم شرعیہ کا درس لیا جس میں ان دونوں کے ہمراہ قاضی سماوہ محمود بن اسرائیل صاحب جامع الفصولین

اور حاج پاشا صاحب التسہیل بھی تھے۔ صاحب تسہیل نے سید کے ساتھ مل کر مبارک شاہ سے شرح رسالہ شمسیہ اور شرح مطالعہ پڑھی تھیں۔

سید اور تیمور | سید صاحب جب تمام علوم کی تحصیل و تکمیل کر چکے تو ملک شیراز میں اقامت پذیر ہو کر درس و تدریس اور علمی اشغال میں لگ گئے تو اس دوران میں سلطان تیمور بلاد شیراز پر حملہ آور ہوا ــــــ اور وہاں قتل و غارت ہوتی رہی۔ سلطان کے ایک علم دوست وزیر کی سفارش پر سید صاحب کو امان مل گئی۔ اور خود سلطان بھی اس کے علم و فضل اور علمی کمالات سے متاثر ہو کر اس کو اپنے ساتھ سمرقند لے آیا۔ جہاں سید صاحب تدریس میں مشغول ہوئے۔ سمرقند سلطان تیمور کا دارالسلطنت تھا جس کے متعلق صاحب منجد تجدید لکھتا ہے۔ اتخذہ "تیمورلنک" سمرقند عاصمۃ لہ وجاء الیہا بالعمال والفنانین والعلماء فازدھرت علی ایامہ۔

امیر تیمور ۱۳۳۶ھ کو سمرقند کے قریب مقام کش میں پیدا ہوا۔ اور ۱۴۰۵ء کو وفات پا گیا۔

سید اور علامہ تفتازانی | سید کو ایک بار علامہ تفتازانی کے ساتھ یوں سابقہ پڑ گیا تھا۔ کہ تکمیل علوم کے بعد جب وہ شاہ شجاع الدین مظفر سے ملاقات کے لئے چلا گیا جب کہ وہ قصر زرد میں اقامت پذیر تھا۔ وہاں دیکھا کہ علامہ تفتازانی سلطان شجاع الدین کے پاس جا رہے ہیں۔ تو سید صاحب نے علامہ سے کہا کہ میں تیر اندازی وغیرہ حربی امور کا ماہر ہوں۔ آپ بادشاہ سے میری ملاقات کرا دیں۔ چنانچہ علامہ کے ذکر کرنے پر اس کی باریابی ہوئی۔ بادشاہ نے اس سے متذکرہ فنی مہارت کی بابت معلوم کیا تو سید نے بغل میں دبائے ہوئے کاغذات نکالے جن میں علماء اور مصنفین پر جرح و قدح اور اعتراضات کی صورت میں تیر اندازی کی گئی تھی۔ اور سلطان کے آگے رکھ کر کہا کہ یہ میرے تیر ہیں اور یہی میری وہ صنعت اور پیشہ ہے۔ جس کا ذکر علامہ تفتازانی فرما چکے ہیں۔ سلطان مظفر چونکہ خود علم شناس اور عالم پرور تھا۔ اسی وجہ سے اس نے صورت حال معلوم کر کے سید صاحب کا بہت اکرام و احترام کیا اور اپنے ساتھ شیراز لے گیا اور وہاں اس کو دارالشفاء کی تدریس پر مقرر کر دیا۔ جہاں وہ دس سال درس و افادہ میں مشغول رہا۔ ازاں بعد امیر تیمور نے ۷۸۹ھ میں شیراز فتح کیا تو اس کو اپنے ساتھ سمرقند جانے پر مامور کر دیا۔ سمرقند میں جب امیر تیمور کا انتقال ہوا تو سید واپس شیراز چلا گیا۔ اور وہاں ۸۱۶ھ میں علوم و کمالات کا یہ بحر ناپید اکنار وفات پا گیا۔ رحمہ اللہ وایانا وجعل الجنۃ مأواہ ومأوانا۔

علامہ تفتازانی سے سید کو دوسرا سابقہ یہ پڑا کہ جب اس کو امیر تیمور اپنے ساتھ سمرقند لے

آیا تو اس وقت اگرچہ علامہ تفتازانی شاہی مجلس علماء کے صدر الصدور تھے۔ لیکن سلطان تیمور کا رجحان سید کی طرف بڑھ گیا۔ اور کہا کہ علامہ تفتازانی اور سید شریف کا علم برابر سہی لیکن سید کا نسب تو پھر بھی موجب ترجیح ہے۔ چنانچہ بادشاہ کے اس ترجیحی سلوک و برتاؤ پر سید کا حوصلہ بلند ہو گیا۔ علامہ تفتازانی اور ان کے درمیان علمی مناظرات اور مباحثات ہونے لگے۔ جن میں سید کی جانب سے علامہ پر الزام و افحام کا پہلو غالب رہا۔ تا آنکہ ایک بار دونوں آیت کریمہ ؛ اولئک علیٰ ھدیً من ربہ۔ پر صاحب کشاف کے کلام میں یہ بحث چھڑ گئی کہ یہاں استعارہ تبعیہ ہے یا استعارہ تمثیلیہ۔ جس کے حکم نعمان الدین خوارزمی معتزلی نے سید کے قول کو ترجیح دی اور علامہ اپنی اسی علمی شکست کی شہرت سے نہایت رنجیدہ ہو کر تھوڑے عرصہ بعد سمرقند میں دوشنبہ کے روز ۲۲ محرم ۷۹۲ھ کو وفات پا گئے۔ پھر اس کی میت کو سرخس منتقل کیا گیا۔ جب کہ یہ مناظرہ ۷۹۱ھ میں ہو گیا تھا۔ سید اور علامہ کے درمیان وہ مناظرہ جو علامہ کے حق میں اندوہناک صورت حال پر منتج ہوا ہے۔ وہ یہی درج بالا ہے۔ جس کو مولانا عبدالحیؒ نے فوائد بہیہ میں ذکر کیا ہے۔ لیکن حضرت الاستاذ المعظم جناب مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے حاشیہ توضیح کے مختصر مقدمہ میں علامہ تفتازانی کے متعلق جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ بلفظہ یہ ہے :

"واتصل الی السلطان الشھید تیمور لنگ وکان عندہ بمکانۃ وفی مجلسہ جرت المناظرۃ بینہ وبین السید شریف الجرجانی فی ان الانتقام سبب الغضب ام الغضب سبب الانتقام فکان العلامۃ قائلاً بالاول والثانی بالثانی وکان الشیخ ابو منصور الکاذرونی حکماً بینھما ورجح قول السید شریف فاغتم العلامۃ لاجلہ غماً شدیداً قیل انہ کان سبب موتہ وقد فات رحمۃ اللہ ۷۹۲ھ کذا ذکرہ فی التاج۔"

بہر کیف دونوں واقعے درست ہو سکتے ہیں۔ اور دونوں حکم بھی بلکہ اسی طرح کے تو بہت سے مواقع پیش آئے ہوں گے ، جن سے علامہ تفتازانی نے سید کے علمی مقام کے علاوہ اس کی درباری سطوت و رفعت کے آگے ہتھیار ڈالا ہو گا۔ اور خود اسکی علمی حمیت و عزت نے فیصلہ کیا ہو گا۔ کہ اب تو "بطن الارض خیر من ظھرھا۔"

اور یہ کوئی انوکھی بات بھی نہیں ہے۔ بلکہ سلاطین کی مجلس میں اس قسم کے حادثات کا آنا ، تاریخ عالم کا ایک مستقل باب ہے۔ پھر یہاں تو علامہ کے مقابلہ میں سید شریف جیسی ایک بہت بڑی شخصیت ہے۔ ورنہ اکثر یہی ہوتا ہے کہ سلاطین وقت کے یہاں بعض عالم نما جاہل بھی لطائف الحیل

سے حکمرانِ وقت کے خصوصی مذاق کا شریک کار، یا معاون بن کر قربِ شاہی حاصل کر لیتے ہیں، اور پھر وہ بڑی بے رحمی اور وخاثت سے وقت کے علماء و فضلاء کی اس حد تک تحقیر و تذلیل کرتے ہیں کہ بعض بے چارے وطنِ اصلی چھوڑنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ بس یہی دنیا ہے، اور یہی اس کا چکر ہے۔ متنبی نے خوب کہا ہے ؎

لحا اللّٰہ ذی الدنیا مناخاً لراکبٍ

فکلّ بعیدِ الھمّ فیھا معذّبُ

تصانیف | علامہ سید شریف کی تصانیف کا شمار پچاس سے زیادہ ہے۔ جن میں چند درج ذیل ہیں۔ تفسیر الزہراوین۔ شرح الفرائض السراجیہ۔ شرح المواقف۔ شرح مفتاح شرح تذکرہ طوسی۔ شرح الجغمنی۔ شرح الکافیہ۔ حاشیہ تفسیر بیضاوی، حاشیۃ المشکوٰۃ۔ خلاصۃ الطیبی۔ حاشیۃ المطول۔ حاشیۃ المختصر۔ شرح الطوالع۔ شرح ہدایۃ الحکمۃ۔ شرح حکمۃ العین۔ شرح حکمۃ الاشراق۔ شرح نقرہ کار للکافیہ متوسط۔ تبصی عوامل جرجانیہ رسالہ فی الوضع شرح شکل الاشارات للطوسی۔ انصاب فی لغۃ العجم۔ متن اشکال التاسیس۔ شرح تحریر اقلیدس۔ قصیدہ کعب بن زہیر۔ صرف بہائی۔ نحو میر۔ رسالہ فی الموجود بحسب الشرح العقلیہ۔ رسالتان فی الحروف والظروف — کبریٰ فی المنطق، فارسی۔ رسالہ فی مناقب خواجہ نقشبند۔ رسالہ فی الوجود والعدم۔ رسالہ فی الآفاق والانفس۔ رسالہ فی الادوار۔

سید کا مذہب | مولانا عبدالحی صاحبؒ نے اس بات پر علماء کا اتفاق نقل کیا ہے کہ علامہ سید شریف حنفی المذہب تھے۔ البتہ ان کے معاصر اور حریف علامہ تفتازانی کے فقہی مذہب میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ جمہور علماء کا موقف یہ ہے کہ وہ شافعی المذہب تھے۔ جن چند لوگوں نے ان کو حنفی بتایا ہے۔ ان میں ایک تو شیخ زین بن نجیم مصری ہے جس نے اس کو اپنی کتاب فتح الغفار شرح المنار کے دیباچہ میں حنفی کہا ہے۔ اور اسی کو طحطاوی نے اپنے حواشی علی الدر المختار میں نقل کر کے کہا ہے: التفتازانی نسبۃ الی تفتازان بلدۃ بخراسان ولد بھا فی صفر سنۃ ۷۲۲ھ وتوفی یوم الاثنین الثانی والعشرین من المحرم سنۃ ۷۹۲ھ بسمرقند ونقل الی سرخس وکان حنفیاً کما ذکرہ صاحب البحر فی دیباجۃ شرح المنار وانتہت الیہ ریاسۃ الحنفیۃ فی زمانہ حتی ولی فقہاء الحنفیہ۔

اسی طرح ملا علی قاری نے بھی اس کو طبقات الحنفیہ میں ذکر کیا ہے۔ اور یہ بھی علامہ قاری سے

ایک غلطی ہوگئی ہے۔ کہ اس نے باپ کے نام کو اس کا نام بتایا ہے اور اس کے نام کو اس کے باپ کا نام بتایا ہے۔ چنانچہ وہ حرف عین میں لکھتے ہیں۔ عمر بن مسعود سعد الدین التفتازانی لہ التالیف الدالۃ علی مزید فطنتہ وذکارہ ومزید فہمہ وارتفاعہ۔ بہرصورت علامہ تفتازانی کے مذہب کے بارہ میں یہ موقف صحیح نہیں ہے۔ ہاں چونکہ فقہ اور اصول فقہ حنفی میں بھی ان کی تصانیف موجود ہیں۔ اس وجہ سے ان حضرات کو دھوکہ ہوگیا ہے۔ حالانکہ وہ شافعی المذہب تھے۔۔۔ صاحب کشف الظنون نے اس کو کئی جگہ شافعی المذہب بتادیا ہے۔ چلپی نے بھی مطول کے حاشیہ پر بحث متعلقات الفصل میں کہا ہے۔ کہ شارح علامہ تفتازانی شافعی تھے۔ اور کفوی نے بھی سید کے ترجمہ کے ضمن میں کہا ہے۔ وکان التفتازانی من کبار علماء الشافعیۃ ومع ذالک لہ آثار جلیلۃ فی فقہ الحنفیۃ وکان من محاسن الزمان لم تر العیون مثلہ فی الاعلام والاعیان وھو الاستاذ علی الاطلاق والمشار الیہ بالاتفاق والمشہور فی ظہور الآفاق المذکور فی بطون الاوراق الی آخر ما قالہ فی فضلہ وعلوہ واستفادۃ السید من تصانیفہ ووقوع المشاجرات والمناظرات بینھما فی مجلس تیمور الامیر المارعی ذکرہ فی ھذہ المقالۃ عن قریب۔

جلال الدین سیوطی نے بھی بغیۃ الوعاۃ میں کہا ہے۔ مسعود بن عبداللہ الشیخ سعد الدین التفتازانی الامام العلامہ عالم بالنحو والتصریف والمعانی والبیان والاصلین والمنطق وغیرھما شافعی۔ مولانا عبدالحی نے فوائد بہیّہ میں علامہ تفتازانی کے متعلق حافظ ابن حجر کا وہ نوٹ بھی نقل کیا ہے۔ جس میں حافظ فرماتے ہیں کہ علامہ تفتازانی نے قطب الدین اور عضد الدین سے علم حاصل کیا اور تمام علوم میں ماہر اور مشہور ہوئے۔ لوگوں کو اس کی تصانیف سے بہت فائدہ ہوا، پھر اس کی چند کتابوں کا ذکر کرکے آخر میں فرمایا ہے۔ وکان فی لسانہ لکنۃ وانتہت الیہ ریاسۃ العلوم بالشرق مات بسمرقند احدی وتسعین وسبعمأۃ ۷۹۱ھ ابن الخلیب، قاسم الرومی اور کفوی نے علامہ تفتازانی کے مختصر حالات، ولادت و وفات کے علاوہ اس کی تصانیف کے مشہور وسنین بھی قلمبند کئے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ تفتازانی کی ولادت ۷۲۲ھ میں ہوئی۔ ماہ شعبان ۷۳۸ھ میں شرح زنجانی سے فارغ ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر صرف سولہ سال تھی۔ مطول شرح تلخیص کی تصنیف سے ماہ صفر ۷۴۸ھ کو ہرات میں فارغ ہوئے۔ مختصر المعانی کی تصنیف سے ۷۵۶ھ کو غجدوان میں فارغ ہوئے۔ شرح رسالہ شمسیہ سے ماہ جمادی الآخر ۷۵۲ھ کو مزار جام میں اور ذی قعدہ

باقی صفحہ ۲۶ پر